جناب عبدالرحمان خان صاحب

آخرت کی جزا وسزا کی نوعیت

محاسبہ ومواخذہ :

اس وقت دنیا جتنی مادی ترقی کر رہی ہے۔ انسان اتنا ہی اپنے مذہب و دین سے دور ہوتا جا رہا ہے بلکہ شتر بے مہار اور مطلق العنان ہو رہا ہے۔ جیسے اس سے کوئی باز پرس کرنے والا نہ ہو۔ حالانکہ باز پرس اور محاسبہ کا قانون ہر جگہ جاری وساری ہے۔ ہر زبردست اپنے آقا کے سامنے جواب دہ ہوتا ہے۔ ہر حکومت اپنے ملازمین کا محاسبہ کرتی رہتی ہے۔ اپنے وفادار اور دیانتدار ملازمین کو انعام وترقی اور بدکرداروں کو سزا دیتی رہتی ہے۔

بعینہٖ حق تعالیٰ نے بھی ذرہ ذرہ حساب لینے کا قانون بنا رکھا ہے اس نے انسان کو جتنی نعمتوں سے نواز رکھا ہے، ان کی نسبت اس سے باز پرس کرنی ہے۔ ایک ارشادِ نبوی کے مطابق بروزِ حساب ہر انسان ان پانچ سوالوں کا جواب دیئے بغیر میدانِ حشر سے نہیں جا سکے گا۔

۱۔ پوری عمر کو کہاں صرف کیا ؟

۲۔ جوانی کہاں خرچ کی ؟

۳۔ مال کہاں سے کمایا ؟

۴۔ کمایا ہوا مال کہاں خرچ کیا ؟

۵۔ جانے ہوئے مسائل پہ کہاں تک عمل کیا ؟

اس باز پرس کے بعد نیکی اور بدی کے مطابق جزا وسزا دی جائے گی۔ دنیوی سزاؤں کا تو عام طور پر رائج الوقت قانون، اس کے تحت قائم ہونے والی پولیس، عدالتوں اور جیل خانوں کی کارگذاریوں سے پتہ چل جاتا ہے کہ ان کی بدولت کم و بیش ہر شخص کو علم

ہو جاتا ہے کہ ملکی قانون کے تحت کون کون سا فعل قابل گرفت اور اس کی کیا سزا ہوتی ہے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ

"Ignorance of law is no excuse"

کوئی ملزم سزا سے بچنے کے لئے یہ عذر نہیں کر سکتا کہ اسے معلوم نہ تھا کہ یہ فعل قابل گرفت ہے۔ اخروی جزا و سزا کی تفصیل قرآنی آئین اور نبویؐ فرامین میں موجود ہے لیکن ہماری اکثریت اس تفصیل سے بے بہرہ ہے جس کا جاننا اشد ضروری ہے تاکہ ہم ایسے فعل نہ کریں جو آخرت میں قابل مؤاخذہ ہیں۔ دنیا میں تو رشوت و سفارش سے کام نکلوانے کا رواج عام ہے لیکن آخرت میں تو اس کا بھی امکان نہیں۔ علاوہ ازیں آخرت کی سزائیں اتنی شدید اور سنگین ہیں کہ ان کے مقابلے میں دنیوی سزائیں کوئی وقعت اور اہمیت نہیں رکھتیں۔

آنکھوں دیکھی حقیقت:

یہ فطرت انسانی کا خاصہ ہے کہ وہ ان دیکھی حقیقتوں کو جاننے اور دیکھنے کی خواہشمند رہتی ہے اور انہیں دیکھے بغیر وہ عین الیقین کی سرحد تک نہیں پہنچ سکتی اور یہ خواہش اور تمنا از راہ بشریت انبیاء علیہم السلام کے دلوں میں بھی پیدا ہوتی رہی اسی لئے حق تعالیٰ نے:

انبیاء علیہم السلام میں سے ہر ایک کو ان کے منصب کی مناسبت سے ملکوت سمٰوات و ارض کا مشاہدہ کرایا اور مادی حجابات بیچ میں سے ہٹا کر آنکھوں سے وہ حقائق دکھائے جن پر ایمان بالغیب لانے کی دعوت پر وہ مامور کئے گئے تھے تاکہ ان کا مقام ایک فلسفی کے مقام سے بالکل ممیز ہو جائے۔ فلسفی جو کچھ بھی کہتا ہے قیاس اور گمان سے کہتا ہے وہ خود اگر اپنی حیثیت سے واقف ہو تو کبھی اپنی کسی رائے کی صداقت پر شہادت نہ دے گا، مگر انبیاءؑ جو کچھ کہتے ہیں وہ براہ راست علم اور مشاہدے کی بنا پر کہتے ہیں اور وہ خلق کے سامنے یہ شہادت دے سکتے ہیں کہ ہم ان باتوں کو جانتے اور یہ ہماری آنکھوں دیکھی حقیقت ہے۔

اسی لئے مختلف انبیاءؑ کے پاس فرشتے ظاہر ہوئے انہیں آسمان اور زمین کی حقیقت کا مشاہدہ کرایا گیا۔ دوزخ اور جنت انہیں آنکھوں سے دکھائی گئی جیسے قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اسی طرح ہم ابراہیم کو آسمان اور زمین کی بادشاہت دکھاتے ہیں۔"

انجیل میں یوحنا رسول کے ایک مکاشفے کا ذکر ہے جس میں انہیں قیامت کے واقعات تمثیلی انداز میں دکھائے گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ مشہور واقعہ قرآن کریم میں موجود ہے کہ انہوں نے اللہ سے درخواست کی کہ:

اے اللہ! مجھے ذرا دل کے اطمینان کے لئے کوئی نشانی دکھا دے۔"

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ چار پرندوں کو ذبح کر کے ان کی بوٹیوں کو آپس میں خلط ملط کرنے کے بعد چار مختلف پہاڑیوں کی چوٹیوں پر تقسیم کر کے رکھ دیں۔ جب انہوں نے ایسا کیا تو دیکھا کہ ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی پر بوٹیاں اڑتی ہوئی جا رہی ہیں۔ تیسری پر جا رہے ہیں۔ اس طرح چاروں پہاڑیوں پر بوٹیاں آتی جاتی ہیں۔ یہ عمل ختم ہوا تو ہر چوٹی پر ان بوٹیوں اور پروں نے جمع ہو کر پرندوں کی شکل اختیار کر لی آپ نے بلایا تو اڑتے ہوئے چلے آئے پھر وہ پرندے ہوا میں اڑ کر گم ہو گئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تقاضا پر حق تعالیٰ نے انہیں طور پر اپنی تجلّی دکھا دی۔ تاکہ دعوت و تبلیغ اور اقامت دین کا فریضہ ادا کرتے وقت وہ اپنے آسمانی مشاہدات سے لوگوں کے ایمان و ایقان کو نہایت مستحکم، غیر متزلزل بنا دیں اور عین الیقین کی حد تک پہنچا دیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیر السموات کے دوران جبرائیل علیہ السلام کی معیت میں عالم برزخ سے گذرے تو ایک بڑھیا کو سر راہ کھڑے دیکھا۔ دریافت پر جبرائیلؑ نے بتایا کہ یہ دنیا تھی جو اب اس عمر کو پہنچ چکی ہے۔ کچھ آگے جانے کے بعد راستہ کے ایک طرف کھڑے ہوئے ایک بوڑھے نے آپؐ کو بلایا۔ جبرائیلؑ نے آپؐ کو جواب دینے سے روک دیا اور فرمایا کہ شیطان ہے۔

ابوہریرہؓ کی ایک روایت کے مطابق آپؐ کا ایک ایسی قوم پر گذر ہوا۔ جو ایک ہی دن میں بوبھی لیتی تھی اور کاٹ بھی لیتی تھی اور کاٹنے کے بعد وہ پھر ویسا ہی ہو جاتا جیسے کاٹنے سے پہلے تھا آپؐ کی دریافت پر جبرائیل نے بتلایا کہ یہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں کہ ان کی نیکی سات سو گونہ تک بڑھتی ہے۔

پھر آپؐ کا گذر ایک ایسی قوم پر ہوا کہ ان کی شرمگاہوں پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے اور وہ مویشیوں کی طرح چر رہے تھے اور زقوم اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے آپؐ

کی دریافت پر حضرت جبرائیلؑ نے بتلایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے۔

پھر آپؐ کا گذر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے سر پتھر سے پھوڑے جا رہے تھے جب وہ کچلے جا چکتے تو پھر سابقہ حالت پر آجاتے۔ اس کا سلسلہ ذرا بھی بند نہ ہوتا، آنحضرتؐ کی دریافت پر جبرائیلؑ نے بتلایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نماز سے روگردانی کرتے ہیں۔

پھر آپؐ کا گذر ایک قوم پر ہوا جس کے سامنے ایک ہنڈیا میں پکا ہوا گوشت رکھا ہے اور ایک ہنڈیا میں کچا سڑا ہوا گوشت رکھا ہے وہ لوگ اس سڑے ہوئے کچے گوشت کو کھا رہے تھے آپؐ کے دریافت کرنے پر جبرائیلؑ نے کہا کہ یہ آپ کی امت میں سے وہ مرد ہیں جن کے پاس حلال طیب بی بی ہو اور پھر وہ ناپاک عورت کے پاس جائیں اور شب باش ہوں یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔ اسی طرح وہ عورتیں ہیں جو اپنے حلال وطیب شوہر کے پاس سے اٹھ کر کسی ناپاک مرد کے پاس جائیں اور رات اس کے ساتھ گزاریں۔ یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔

پھر آپؐ کا گزر ایک شخص پر ہوا جس نے ایک بڑا گٹھا لکڑیوں کا جمع کر رکھا ہے۔ مگر وہ اس کو اٹھا نہیں سکتا اور وہ اس میں اور لا لا کر رکھتا ہے۔ آپؐ کے دریافت فرمانے پر جبرائیلؑ نے بتلایا کہ یہ آپؐ کی امت کا ایک ایسا شخص ہے جس کے ذمہ لوگوں کے بہت سے حقوق و امانتیں ہیں جن کے ادا کرنے پر یہ قادر نہیں اور وہ اور زیادہ لاتا جا رہا ہے۔

پھر آپؐ کا ایک ایسی قوم پر گذر ہوا جس کے افراد کی زبانیں اور ہونٹ آہنی مقراضوں سے کاٹے جا رہے ہیں اور جب وہ کٹ چکتے ہیں تو پھر پہلی حالت پر آجاتے ہیں اور یہ سلسلہ بند نہیں ہوتا۔ آپؐ کی دریافت پر جبرائیلؑ نے بتلایا کہ یہ گمراہی میں ڈالنے والے واعظ ہیں۔

پھر آپؐ کا گذر ایک چھوٹے پتھر پر ہوا۔ جس میں سے ایک بڑا بیل پیدا ہوتا، پھر وہ بیل اس پتھر کے اندر جانا چاہتا ہے لیکن نہیں جا سکتا۔ آپؐ کے سوال پر جبرائیلؑ نے کہا کہ یہ اس شخص کا حال ہے جو ایک بڑی بات منہ سے نکالے اور پھر نادم ہو مگر اس کو واپس کرنے پر قادر نہیں۔

آسمانِ دنیا کے مشاہدات :

عالم برزخ کے بعد جب آسمان دنیا پر تشریف لے گئےؐ تو وہاں آدم علیہ السلام کو دیکھا اور بہت سے خوان رکھے ہوئے دیکھے۔ جن میں پاکیزہ گوشت رکھا مگر اس پر کوئی شخص نہیں اور دوسرے خوانوں پر سڑا ہوا گوشت رکھا ہے جبرائیلؑ نے بتلایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حلال کو چھوڑتے

ہیں اور حرام کو کھاتے ہیں۔

آپؐ کا گذر ایک ایسی قوم پر بھی ہوا جن کے پیٹ کوٹھڑیوں جیسے ہیں جب ان سے کوئی اٹھتا ہے فوراً گر پڑتا ہے جبرائیلؑ نے بتلایا کہ یہ سود کھانے والے ہیں۔

آپؐ کا گذر ایک ایسی قوم پر ہوا کہ جن کے پہلو کا گوشت کاٹ کر ان ہی کو کھلایا جاتا ہے۔ وہ چغلخور اور عیب چین ہیں۔

آپؐ کا گذر ایسی عورتوں پر بھی ہوا جو پستانوں سے بندھی ہوئی لٹک رہی تھیں، دریافت پر معلوم ہوا کہ وہ زنا کرنے والیاں تھیں۔ (رواہ ترمذی)

دوزخ کی صعوبتیں:

متذکرہ بالا مشاہدات نبوی کے علاوہ قرآن و احادیثِ نبوی میں آخرت کی جزا وسزا کی جو تفصیل آئی ہے اس کا نچوڑ اور خلاصہ یہ ہے کہ:

جہنم کی جیل میں جن مکانوں اور بارکوں میں مجرم رکھے جائیں گے وہ گرم ترین اور آتشیں ہوں گے یعنی وہ آگ کے بنے ہوئے ہوں گے۔

وہاں کی آگ کا رنگ سیاہ ہوگا جس میں نورانیت نہیں ہوگی۔

جہنم کی ہولناک گرج سے جہنمیوں کے دل پھٹے جا رہے ہوں گے۔

جہنم کی مخلوق کی ڈراونی شکلوں یا صورتوں سے ان کے دل سہمے ہوئے ہوں گے۔

اس آتشیں جہنم میں مختلف عذاب کی وادیاں اور کال کوٹھڑیاں ہونگی۔

مجرمین کا لباس اور فراش و لحاف سب آتشگیر مادوں کا ہوگا جو خود آتش بجم (گلوگیر) آگ ہوگا۔

ان کے گلے میں طوق وسلاسل اور ستر ستر ہاتھ کی زنجیریں پڑی ہونگی۔

ان کی صورتیں مسخ اور بگڑی ہوئی ہونگی۔

بدنما۔ گندے اور غلیظ جانوروں کی مانند ان کے ہاتھ اور منہ ایسے ہوں گے کہ جن سے دوسروں کو اور خود ان کو بھی نفرت آئے گی۔ ان پر آتشیں گرز بجتے ہوں گے۔

ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی بہایا جاتا ہوگا جس سے ان کے منہ کا گوشت گل گل کر گرتا ہوگا۔ ان کی غذا میں ہنڈ۔ زقوم یعنی کانٹے دار پھل ہوں گے جو حلق میں پھنس کر رہ جائیں گے۔

اور لہو، پیپ اور گلے میں پھنس جانے والی اشیاء ہوں گی جس سے ہمیشہ جاں بلب رہیں گے۔
گدھوں کی سی مکروہ آوازوں سے وہ چلا رہے ہوں گے، جس کی کوئی شنوائی نہ ہوگی۔
بدبو اور تعفن کی ہوائیں ان پر چلتی ہوں گی جس سے ان کے دماغ پراگندہ ہوں گے۔
پہاڑوں سے گرا گرا کر الگ عذاب دیا جائے گا۔
خونی دریاؤں میں غرق کر کر کے ان کو الگ ستایا جائے گا۔
آگ کے تنوروں میں دھنس دھنس کر انہیں الگ تباہ حال بنایا جائے گا۔
سانپ اور بچھو انہیں الگ پلٹے ہوئے ہوں گے جو ان کی ہی بد اخلاقیوں کی صورت مثال ہوگی
آگ کی حسی حرارت کے ساتھ ساتھ سانپوں اور بچھوؤں کے زہر کی مخفی حرارت سے ان کے بدن پہاڑوں کی طرح پھول پھول کر الگ متورم ہوں گے۔
ان کی کھالیں عذاب بھگتنے کے لئے بار بار تازہ ہو کر بار بار عذاب سے پھولتی اور پھٹتی رہیں گی۔
ان کے قلوب میں خوشی و لطف کی جگہ غم و حسرت بھرا ہوا ہوگا۔
امید کی بجائے یاس آمیز دھمکیاں دی جائیں گی جن سے ان کے دل ٹوٹتے رہیں گے
خوشخبریوں کی بجائے سخت سے سخت ڈانٹ ڈپٹ سے الگ انہیں سہمایا جا رہا ہوگا۔
آپس کی پھوٹ اور لعنت ملامت طعن تشنیع اور الزام دہی سے ان کے دل جدا زخمی ہوں گے
ملائکہ کی بے رحمی اور نگاہِ قہر سے وہ جدا مرعوب کر دیئے جائیں گے اور ہیبت زدہ ہوں گے
وہم و خیال کی سوزش اور وساوس سے اندر ہی اندر الگ گھٹ گھٹ کر ڈرتے ہوئے اور کپکپاتے ہوں گے۔
ان کے نہ بدن کو چین ہوگا اور نہ قلب و روح کو سکون ہوگا۔
تنگ اور تاریک کوٹھڑیوں اور کنوؤں میں انہیں بند کیا جائے گا۔
جہنم، وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہو ہو کر ان سے چمٹا رہے گا۔
ان کے جوتے آتشیں ہوں گے جس سے دماغ کھولتا ہوگا۔
وہ چہرہ مہرہ سے روسیاہ اور ذلیل حالت میں ہوں گے۔
ان کے عذاب میں روز افزوں اضافہ ہوتا رہے گا، کمی اور تخفیف کا نشان نہ ہوگا۔

اُن کا ظاہر و باطن اور صورت و حقیقت سب ہی اپنے اپنے حسبِ حال شدید عذاب میں گرفتار رہیں گے۔ جس کی کہیں حد نہ ہوگی۔ اعاذنا اللہ منہ۔"

("فطری حکومت از قاری محمد طیب صاحب" ص ۱۹۱۔ ص ۱۹۲)

جنت کی نعمتیں :

دوسری طرف جنت میں نیک لوگوں کے لیے انعامات و اکرام کی بارش ہو رہی ہوگی۔ قرآن و احادیث کی رو سے :

(۱) رضا و رضوان کے پیغامات اور مستقبل کے لیے طرح طرح کی خوشخبریوں سے اہلِ جنت کے قلوب خوشی و مسرت سے لبریز اور چہرے آثارِ فرحت سے چمکتے ہوں گے۔

(۲) بے مثال نعمتیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں، نہ کسی قلب پر ان کا گمان گزرا، اعیاناً ان کے سامنے ہوں گی۔

(۳) ان کے بہشتی باغات اور محلات۔ سونے اور چاندی کی اینٹوں سے تعمیر شدہ ہوں گے۔

(۴) ان کے استعمالی سامان اور محلات کے فرنیچر جواہرات کی اعلیٰ سے اعلیٰ نوع اور شفاف سے شفاف جنس لعل و یاقوت اور زمرد و زبرجد وغیرہ سے تیار شدہ ہوں گے۔

(۵) ان کے مخصوص محل سرائے کا ایک ایک محل ایک ایک سالم موتی سے بنا ہوا ہوگا۔ جن میں کوئی جوڑ نہ ہوگا۔

(۶) باد پا سواریوں جیسے اُڑنے والے گھوڑے، بُراق، تخت رواں اور رفرف وغیرہ ان کی سیر و سیاحت کے لیے مہیا ہوں گے۔

(۷) ان کے محلات کے نیچے پاکیزہ اور شفاف پانی کی نہریں جاری ہوں گی۔

(۸) ان کے شہد، شراب اور شفاف دودھ وغیرہ، جانوروں کے خون و نجاست سے نہیں بلکہ قدرتی نہروں کے ذریعے شفاف اور پاک نہروں سے جاری ہوں گے۔

(۹) ان کی غذائیں غیر متغیر میوے، ہزار ذوق پھل، پاک ترین پرندوں کا لطیف گوشت اور ہر نوع کے فواکہ سے ہوں گے۔

(۱۰) ان غذاؤں میں فضلات نہ ہوں گے، نہ بول و براز ہوگا نہ تھوک سنک۔
(۱۱) طہارت اور پاکیزگی دائمی ہوگی جس پر ناپاکی کا کبھی حملہ نہ ہوگا۔
(۱۲) ان کے لباس رنگ برنگ اور زیورات نوع بنوع ہوں گے۔
(۱۳) ان کے ایک ایک محل کی، جو ایک ایک عظیم شہر کے برابر ہوگا، شہر پناہ ایک ایک موتی اور رنگ برنگ کے موتی در موتی سے بنی ہوئی ہوگی، جس سے اس کی رنگ برنگ جھلملاہٹ اور جگمگاہٹ آنکھوں میں نور اور دلوں میں سرور پیدا کرتی ہوگی۔
(۱۴) ان کے کپڑوں کی باریکی اور لطافت کا عالم یہ ہوگا کہ ستر حلّوں میں سے بدن چمکے گا لباسوں کا کارچوب جواہرات سے ہوگا۔
(۱۵) اُن کا لباس بجائے روئی اور بنولہ سے بنائے جانے کے، بنے بنائے لباس کوہ پیکر درختوں کے پھلوں میں سے برآمد ہوں گے۔ جو تہ بند رکھے ہوئے ہوں گے۔
(۱۶) یہ پھل اشاروں پر جھکیں گے اور خود ہی صندوق کے پٹ کی طرح کھل جائیں گے۔
(۱۷) ان کے بدن نورانی اور اس قدر شفاف ہوں گے کہ اوپر سے اوپر کی چیز نظر آ سکے گی۔
(۱۸) ان کے چہروں کی تابانی سے فضا میں روشنی ہوگی جو میل ہا میل کی مسافت سے بھی ستاروں کی طرح چمکیں گے۔
(۱۹) ان کی بلڈنگیں تہ بر تہ اور منزل بر منزل ہوں گی جن کی منزلوں کی کوئی تعداد نہ ہوگی۔
(۲۰) ہر روز نئے سے نیا انعام ان کے سامنے آئے گا۔
(۲۱) ہر لحہ نئی سے نئی بشارت اور خوشخبری سے ان کے کان اور دل لذت اور حلاوت سے لبریز ہوں گے۔
(۲۲) ہر دروازے سے نورانی ملائکہ انہیں سلامیاں ہوں گے۔
(۲۳) خود رب العزت کی طرف سے بلاواسطہ انہیں سلام و پیام دیئے جائیں گے۔
(۲۴) اونچے اونچے تخت، ان پر ستر ستر مسندیں۔ ان کے ارد گرد موتیوں کے چہروں والے غلام صف بستہ ہوں گے۔
(۲۵) ان کے پاس چاند سے زیادہ روشن چہرے والی بیویاں ہوں گی، جو ہر ظاہری اور باطنی ناپاکی سے پاک اور منزّہ اور ہر اخلاقی برائی اور عملی کمزوری سے بَری ہوں گی۔

(۲۶) ان کے محلات کے دروازے آسمانوں کی طرح بلند اور پرشکوہ اوران کے باغات کی مٹی مشک وزعفران، ان کی کنکریاں موتی اور یاقوت، اور دیواروں کی اینٹیں سونے اور چاندی کی ہوں گی۔

(۲۷) ان کے باغات کے درخت ہزاروں ذائقوں کے پھلوں سے لدے ہوئے ہوں گے ان درختوں کی جڑیں اور تنے سونے چاندی کے ہوں گے۔ اوران کے پتوں کی حرکت سے قسم قسم کے سریلے نغمے اور راگ پیدا ہوں گے۔ جو دلوں کو پرکیف اور روحوں کو مست کرتے رہیں گے۔

(۲۸) ان کے لیے سیرگاہیں اور تفریح گاہیں ہوں گی۔ جن میں سب اہل جنت مل جل کر فرحت آمیز گفتگو اور تفریحی مشاغل میں مصروف ہوں گے۔

(۲۹) ہوائیں عطر بیز، ہمہ وقت خوش گوار، ہر مکان راحت بخش، ہر حادثہ روح افزا، ہر نعمت غیر مختتم، ہر لذت غیر منقطع اور ہر قوت دائمی اور ترقی پذیر ہوگی

(۳۰) ان کے دلوں میں فکر و تشویش اور غم والم کا تصور بھی نہ ہوگا۔ دل راحت سے پُر، دماغ عیش سے سرمست اور خیال علم و معرفت سے بھرپور ہوگا۔

(۳۱) ان کے کرّو فرا ورحشم وخدم بے شمار، ان کا جاہ وجلال اور تزک واحتشام سلاطین سے کہیں اونچا ہوگا ——

(۳۲) ان کا ملک خیال کی وسعتوں سے بھی زیادہ وسیع ہوگا۔ اُن کے ادنیٰ سے ادنی فرد کا ملک دس دنیا کے برابر ہوگا۔

(۳۳) وہاں نوم وغفلت اور تعب وتکان کا نشان نہ ہوگا۔

(۳۴) ان کا ہر روز، روزِ عید ہوگا۔ اوراس پہ وہ روز وشب کے تغیرآت سے بَری ہوں گے۔

(۳۵) ان کی دعوتیں رب العزت کی طرف سے ہوں گی انہیں تکریمی اور اعزازی پارٹیاں دی جائیں گی وہ دربار الٰہی کے درباری اوراس میں ہفتہ وار باریاب ہوں گے

(۳۶) وہاں شراب طہور سے ان کی ضیافت ہوگی۔ اورسب سے بڑی نعمت یعنی دیدارِ الٰہی سے انہیں محویت وبے خودی کا کیف بخشا جائے گا۔

(۳۷) ان کا ہر سوال اور ہر منا پوری ہوگی ان میں محرومی کا وہم تک نہ ہوگا غرض نعمت کی کوئی نوع، انتفاع کا کوئی پہلو اور خیر وبرکت کا کوئی احتمال، جو کسی بڑی سے بڑی عقل میں

آسکتا ہے، ایسا نہ ہوگا جو وہاں واقعات کی صورت میں انتہائی کامل ومکمل صورت میں انہیں نہ بخشا جائے گا۔ اور جس کی کہیں حد و نہایت نہ ہوگی (فطری حکومت ص۱۹۳تا۹۶)

مختلف آیات و احادیث کے خلاصہ سے صاف ظاہر ہے کہ عزت اور ذلت بخشنے والا ہمارا مالک حقیقی جتنا عظیم ہے اس کی جزا و سزا بھی اس کی شانِ جلال وجمال کے عین مطابق ہے اور جن کی کوئی انتہا نہیں۔

ترقی کے اس دور میں جب کہ آئے دن محیرالعقول ایجادیں اور صنعتیں اور نوع بنوع کے سامان تعیشِ منظر عام پر آرہے ہیں، انسان انہی کے حصول کو مقصدِ حیات سمجھ بیٹھا ہے۔ اور اس غرض کے لیے ہر قسم کے جائز وناجائز حربے استعمال کر رہا ہے۔ وہ اپنے مقصدِ حیات کو بھول بیٹھا ہے اور کبھی اس کو زیرِ غور نہیں لاتا کہ اس کے خالق و مالک نے اسے دنیا میں کس غرض کے لیے بھیجا ہے۔ اور وہ کہاں تک اسے پورا کر رہا ہے؟

یہ جانتے ہوئے کہ اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس دنیائے دوں میں نہیں رہنا وہ اپنی عاقبت اور آخرت کو نظر انداز کر کے دیوانہ وار اس ناپائیدار دنیا کی عارضی دلکشیوں اور دلفریبیوں کا شکار ہو کر ہر قسم کی بے ترتیبی، بے راہ روی اور بد عملی، بدکاری، بدتہذیبی اور ناشائستگی پھیلا رہا ہے۔ اور اپنا ایمان و ایقان سکون و اطمینان غارت کر رہا ہے جس کی وجہ سے وہ اکثر و بیشتر گوناگوں پریشانیوں، تکلیفوں اور مصیبتوں میں گرفتار و مبتلا رہتا ہے۔

اگر ہر انسان اپنے انجام اور اس کے نتائج پر نظر رکھے، جن کی قرآن واحادیث کی روشنی میں تفصیل اوپر پیش کی گئی ہے تو وہ بالیقین صراطِ مستقیم سے نہ بھٹکے اور شیطان کا آلہ کار نہ بنے۔

یہ حق تعالیٰ کا عین کرم ہے کہ اس نے ہمیں ہمارے انجام سے باخبر کر دیا۔ اس نے صرف خبر دینے پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ سید البشر رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاں بلا کر جنت و دوزخ کا نظارہ بھی دکھا دیا۔ کہ حضرتِ انسان، جو تیس مار خاں بنا پھرتا ہے، اس کے لیے اس نوع کے عذاب و ثواب تیار ہیں۔ تاکہ وہ کارزارِ حیات میں ہر قسم کی آلودگیوں اور بے ہودگیوں سے بچ کر چلے اور ایسا کرنا اس لیے ضروری تھا کہ انسان